اسلامی ریاستوں میں آب پاشی کا روایتی نظام: ریاست بہاولپور میں چھیڑ بندی کا جائزہ

(Traditional Irrigation System in Islamic States: An Overview of *Chairrbandī* in the State of Bahawalpur)

ڈاکٹر زہرا اکرم ہاشمی*

Abstract

This paper examines the process and progress in the traditional irrigation activity better known as *Chairbandī* that was a prominent feature in the canal irrigated areas of Punjab and Sindh plains. The old native irrigation in the Muslim State of Bahawalpur was based on *Chairbandī* or collective labour under community management. This system also supposed to be a bond of unity among the village communities of a Muslim society. The paper investigates the pattern, and pros and cons of *Chairbandī* institution and how it gradually converted into the modern and calculated water management system particularly, under the British Agency. The study of such historical paradigms of a Muslim polity is certainly a contribution to the rich heritage of Pakistan.

Key Words: Muslim States, Bahawalpur, irrigation, *Chairbandī*

ریاست بہاولپور (پاکستانی پنجاب کا موجودہ ڈویژن) کا قیام اٹھارہویں صدی عیسوی کی تیسری دہائی میں مغل حکومت کے دورزوال میں عمل میں آیا، جب ملتان کے مغل گورنر حیات اللہ خان نے سندھ سے آنے والے ایک Warrior Groupداؤد پوترہ عباسی خاندان کے سر براہ امیر صادق محمد خان (1746-1727) کو چودری کی جاگیر دی۔ جہاں سے تین میل کے فاصلے پر اسلامی ریاست کے پہلے دارالخلافہ الہ آباد کی بنیاد رکھی گئی۔[1] داؤد پوترہ عباسی خاندان نے ستلج اور پنجند کی وادی کو ایک منظّم ریاست کی شکل دی۔ ریاست کا شرقی سمت میں ایک تہائی 1/3 حصہ ریگستان پر مشتمل تھا۔جب کہ مغربی اور شمال مغربی سمت میں ستلج اور پنجاب کے پانچوں دریا ایک Boundary Line بناتے

* اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، احمد پور شرقیہ، بہاولپور

[1] محمد اشرف گورگانی اور دین محمد، صادق التواریخ (بہاولپور: صادق الانواز پریس، 1899)، 151۔

تھے۔ دریاؤں سے نکلنے والی نہروں اور سیلابی نالوں سے سیراب ہونے والے اس علاقے کی معیشیت زراعت پر منحصر تھی۔[2] ریاست بہاولپور کے ابتدائی دور میں انسانی آبادی کی غرض سے نئے شہروں کی تعمیر کے ساتھ نہروں کی تعمیر لازم وملزوم تھی۔[3] نہری نظام میں ریاست کی اسلامی حیثیت کی عکاسی دو اہم امور سے ہوتی تھی، ایک تو ان کے نام اسلامی تھے دوسرا نہروں کی تعمیر میں معاشرتی تعاون اسلام کے سماجی تصور کا ائینہ دار تھا۔ اس مضمون میں مسلم ریاست بہاولپور میں چھیڑ بندی کے نظام کا جائزہ لے کر اس کی سماجی اہمیت اور تاریخی وارتقائی صورتِ حال کی وضاحت کی جارہی ہے۔

ریاست بہاولپور اور چھیڑ بندی

مقامی افراد اپنے علاقے کے ماحول، مٹی کی پوزیشن وحیثیت اور دریاؤں کے اتار چڑھاؤ کا بہتر ادراک کر سکتے تھے۔[4] پانی کے بہاؤ کو رواں رکھنے کے لیے نہروں کی سالانہ صفائی مقامی زمینداروں کی اہم ذمہ داری تھی اور یہ عمل چھیڑ بندی کہلاتا تھا، اور زمینداروں کی طرف سے فراہم کردہ افراد یا مزدوروں کو چھیڑ وکہتے تھے۔[5] اہلِ دیہہ کا یہ مشترکہ عمل سماجی ہم آہنگی کی علامت تھا۔ نیز اس میں صدیوں پرانی روایات کی جھلک بھی نظر آتی تھی۔ اسی وجہ سے Robert Wade نے جنوبی ایشیا کے تناظر میں اس عمل کو Public Realm کہا ہے۔[6] چھیڑ بندی، کم بارش والے علاقوں بالخصوص پنجاب اور سندھ کے میدانی علاقوں میں ایک عام روایت تھی۔ دونوں علاقے [7]Indus Basin کا Lower Part ہونے کے سبب زراعت کے لیے دریائی پانی پر انحصار کرتے تھے۔

نہری نظام کی بنیادی اکائی کاشت کار یا زمیندار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان نہروں کو زمینداری نہریں کہا جاتا تھا۔ پہلی زمینداری نہر 1747 میں قائم خان عربانی نے قائم پور میں تعمیر کی۔ جب کہ داؤد پوترہ عباسی خاندان کی پہلی تعمیر شدہ

[2] J.W. Burns "Notes on the Physical Geography of the Bahawalpur State." *Journal of the Royal Geographical Society of London 42,* (1872): 394-395.

[3] عزیز الرحمٰن عزیز، صبح صادق (بہاولپور: اردو اکیڈمی، 1349ء)، 87۔

[4] Government of Punjab, *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1873-74*, (Lahore: 1874), 154.

[5] Government of the Punjab, *Selections from Records: Financial Commissioner Punjab. No.34. Papers relating to the Canals* (Lahore: 1887), 366.

[6] Robert Wade, *Village Republics: Economic Conditions for Collective Action in South India* (San Francisco: ICSG, 1994), 158.

[7] M.A. Salman and Kishor Uprety, *Conflict and Cooperation on South Asia's International Rivers: A Legal Perspective* (Washington: World Bank, 2003), 37.

نہر خان واہ تھی جو 1748 میں بہاولپور شہر کی تعمیر کے ساتھ ہی امیر بہاول خان اول (1746-1749) نے کھدوائی۔ بعدازاں دیگر قبائلی سرداروں نے اپنے ماتحت علاقوں میں نہریں تعمیر کروائیں جو ان کے نام سے موسوم ہوئیں۔[8] ہر زمیندار کی نہری نظام میں شمولیت اس کے زیر کاشت رقبہ یا کنوؤں اور ہل کے لیے بیل کے جوڑوں پر منحصر تھی۔ نیز وہ اسی تناسب سے چھیڑ و مہیا کرنے کا پابند تھا۔[9] المختصر نہری نظام کو جامع بنانے کیلئے زمیندار کا کردار بنیادی نوعیت کا حامل تھا۔ اور مقامی زمینداروں کو نہروں کے انتظام و معاملات میں بے شمار اختیارات حاصل تھے، ریاست کا کردار مقامی سطح پر نہری معاملات کی نگرانی کرنے والے افراد یا کمیٹی کی معاونت کرنے تک محدود تھا۔ یہ نگرانی ریاست کے کارندے، پیش کار اور کاردار کے ذریعے کی جاتی تھی۔ 1866 ء سے ریاست بہاولپور میں ایک انقلابی دور کا آغاز ہوا۔ نواب بہاول خان کے انتقال اور ان کے جانشین کے نو عمر ہونے کی وجہ سے برطانوی حکومت نے ریاست کے سرپرست کی حیثیت سے نظام حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔ ریاست کے تمام شعبہ جات کی از سر نو تنظیم کی گئی اور ریاست میں Colonial Institutions کو متعاوف کروایا گیا۔[10] پہلی کونسل آف ریجنسی (Council of Regency)کے زیراثر نظام آب پاشی کو جدید خطوط پر استوار کیا گیا۔ نہری نظام کا ایک باقاعدہ شعبہ قائم کیا گیا جس میں نہری نظام کو سائنسی اصولوں پر چلانے کیلئے ایک انجینئرنگ برانچ الگ سے قائم کی گئی۔ اہم تبدیلی یہ آئی کہ نہری معاملات، سماج کی گرفت سے نکل کر ریاستی سرکردگی میں آ گئے۔ البتہ نہری امور میں زمینداروں کی شرکت اور ان کا تعاون برقرار رہا۔ ایجنسی کے ابتدائی دور میں موجودہ نہروں کی بہتری اور نئی نہروں کی تعمیر سوائے ایک نہر Fordwah کے، باقی تمام زمینداروں کے تعاون سے مکمل ہوئیں۔[11] اس سلسلے میں پہلا اقدام الٰہ آباد کارداری میں اٹھایا گیا۔ جہاں پر ایک نہر خانوواہ (بعد ازاں منچین واہ) سالوں سے بند ہو گئی تھی۔ ناظم مراد شاہ گردیزی نے متعلقہ زمینداروں سے چھیڑ جمع کرکے، صرف چند ہفتوں میں ہی 6 میل تک کا نہری حصہ صاف کروا کر پانی رواں کروایا۔ اس غیر معمولی کاوش پر پولیٹکل ایجنٹ کرنل منچین کی سفارش پر گورنر پنجاب کی طرف سے یکم جولائی 1867 کو طلائی گھڑی ناظم مراد شاہ گردیزی کو انعام دی گئی۔ اس طرح ریاست اور زمینداروں کے مشترکہ تعاون سے ریاست کی نظامت

---

[8] حفیظ الرحمٰن، تاریخ تاجدارانِ ریاست بہاولپور (بہاولپور: صادق الانوار پریس، 1924)، 13۔

[9] Government of the Punjab, *Proceedings of Political Department March 1872: Bahawalpur Administration Report for 1871-72*, 501.

[10] C.U. Aichtison, *A Collection of Treaties, Engagements and Sanads Relating to India and Neighbouring Countries, Vol. III* (Calcutta: 1909), 413.

[11] *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1972-73,* 35.

بہاول گڑھ اور بہاولپور میں یہی کام ناظمین لال جی پرشاد اور نور محمد بزدار کر رہے تھے۔[12] نئے نظام کے تحت چھیڑ بندی کے ضمن میں دو نئے عہدے متعارف کروائے گئے۔ میر آب اور اعزازی منصف۔ میر آب کا تقرر متعلقہ گاؤں کے نمبر داروں میں سے کیا جاتا تھا۔ جبکہ اعزازی منصف کا چناؤ مقامی زمینداروں میں سے ہوتا تھا۔ نیز اعزازی منصف کا کام چھیڑ بندی کے ساتھ ساتھ وارہ بندی کے کام میں بھی سرکاری اہلکاروں کی معاونت کرنا تھا۔ مزدوروں / چھیڑوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جانے لگا۔ اس مقصد کے لیے ہر نہر پر ایک عہدے دار "محرر" تعینات کیا گیا جو تمام مزدورں کا حساب کتاب درج کرتا، جب کہ تحصیل کی سطح پر یہ ذمہ داری کاردار / تحصیلدار کے سپرد تھی۔[13] سرکاری دستاویزات کا ریکارڈ رکھنا ایک موثر Colonial Administrative Tool تھا۔ جو کہ دیگر برطانوی اضلاع کی طرح ریاست بہاولپور میں بھی متعارف کرایا گیا۔ چھیڑ بندی سے متعلق اہم دستاویز Statement of Task Assignment تھی۔ یہ دستاویز کاشتکاروں کے زمینی رقبے، نہری امور میں ان کے حصہ کے تناسب اور چھیڑ مزدورں کے اندراج پر مشتمل تھی۔ نادہندگان کی تفصیل اور ان پر عائد جرمانہ کا انحصار بھی اسی دستاویز پر تھا۔[14] نہروں کی صفائی کے لیے مزدوری کا کوٹہ مقرر تھا، جس میں بالعموم 30 ایکڑ قابل کاشت اراضی کے لیے ایک مزدور مہیا کرنا تھا۔ اس طرح اوسطاً ایک دن میں 1600 مزدور تین ماہ کے لیے مختص ہوتے تھے۔ البتہ معمول کے علاوہ اگر نہروں میں ریت کی صفائی کی ضرورت ہوتی تو ریاست ملازم فراہم کرتی۔ علاوہ ازیں زیادہ مشکل صفائی یا اضافی کام کے لیے روزانہ اجرت کی بنیاد پر بھی مزدور رکھے جاتے تھے۔ اس طرح نہری کام غریب لوگوں کے لیے آمدن کا ذریعہ بھی بنتا تھا۔[15] تاہم اس طریقہ کار میں وقت گزرنے کے ساتھ کچھ خامیاں بھی سامنے آئیں۔ کچھ بااثر زمیندار سرکاری اہلکاروں کے ساتھ ملی بھگت کرکے اپنے چھیڑ کے کوٹہ سے بچ جاتے جبکہ ان کے حصہ کی چھیڑ مزدوری عام کسانوں کو کرنا پڑتی تھی۔ جس سے ان پر دہرا بوجھ پڑ جاتا تھا۔ اس مصیبت سے بچنے کیلئے کچھ کاشتکاروں نے اپنی اراضی مقبروں اور مزاروں کے نام کردی۔[16] یہ صورتحال کسان اور ریاست دونوں کیلئے مالی نقصان کا باعث تھی ان خرابیوں سے بچنے کیلئے اور ایک صاف ستھرا نظام قائم کرنے کے لیے پولیٹیکل ایجنٹ کرنل جی۔ ایچ۔ گرے(1 187تا1879، 1899-تا1908) نے 1877 میں نہری انتظامیہ کی از سرنو تشکیل و تنظیم کی۔

---

[12] صادق الاخبار، 19 ستمبر 1867۔

[13] صادق الاخبار، یکم جنوری 1872۔

[14] Government of the Punjab, *Selections from Records: Financial Commissioner Punjab. No.47. Papers relating to the Canals* (Lahore: 1900), 539 .

[15] *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1873-74*, 154.

[16] حکومت بہاولپور، محکمہ مال مثل نمبر 54 بتاریخ 11 نومبر 1909، (غیر مطبوعہ) محافظ خانہ بہاولپور۔

چھیڑ بندی کا جدید نظام

چھیڑ بندی پر اہم پیشرفت یہ تھی کہ پرانے طریقہ کار پر چھیڑ مزدوروں کی تعداد کی بجائے جدید طریقہ کار Duck System متعارف کروایا۔ اس طریقہ کی بنیاد Estimation of Cubic Contents پر تھی۔ یعنی نہروں کی لمبائی کو متعین شدہ فاصلے کے مطابق ٹکڑوں / حصوں میں تقسیم کیا جانا۔ اس مقرر شدہ ٹکڑے کو Duck کہتے تھے۔[17] ہر ٹکڑہ / حصہ اوسطاً 330 فٹ کا ہوتا اور اس کی نشاندہی کے لیے باقاعدہ نہروں پر نشان لگایا جاتا۔ یہ Bench Mark عموماً لکڑی کے ہوتے جن کی لمبائی 3 فٹ جبکہ عرض 6 انچ ہوتا۔ البتہ اونچائی والی جگہ پر یہ پختہ اینٹوں سے بنائے جائے۔ ان بنچ مارکس کی کل تعداد 17,200 تھی، جو کہ 2616 میل نہروں کی لمبائی کور کرتے تھے۔ نہروں کی صفائی کے لیے یہ ڈک مقررہ مدت کے لیے زمینداروں کو ان کی اراضی کے تناسب سے الاٹ کیے جاتے تھے، جن کو مقررہ وقت میں صاف کرنا ہوتا تھا۔ اس نئے طریقہ میں عموماً ہر 25 ایکڑ کے کاشتکار مالک کو ایک آدمی 90 روز کے لیے پابند کرنا ہوتا تھا۔[18] زمینداروں کو یہ سہولت بھی دی گئی کہ اپنے حصہ کی ڈک کو صاف کرنے کے لیے زمیندار زیادہ لیبر کا انتظام کر کے مقرر کردہ مدت سے پہلے بھی مکمل کر سکتے تھے۔ اس طرح یہ طریقہ سہل اور نہروں میں پانی کی جلد ترسیل کے لیے کار آمد ثابت ہوا۔ اگرچہ مقررہ مدت میں صفائی کا کام مکمل نہ ہونے کی صورت میں زمیندار اور کاشتکار دگنی لاگت بطور جرمانہ (Penalty) دینے کا پابند تھا۔ تاریخی اعتبار سے جرمانے کی روایت کی ابتدا صوبہ ملتان سے ہوئی تھی جہاں دیوان ساون مل نے اپنے دور میں چھیڑ نہ دینے یا ناغہ کی صورت میں کاشتکاروں پر جرمانہ عائد کرنے کا رواج شروع کیا۔[19] کرنل گرے (جو کہ ریاست بہاولپور کے علاوہ حصار ڈویژن کے officiating commissioner and superintendent بھی تھے)، نے ڈک سسٹم بیک وقت ریاست بہاولپور اور ضلع فیروز پور میں شروع کیا مگر ناغہ کی صورت میں جرمانہ عائد کرنے کا نظام صرف یاست بہاولپور میں تھا۔ اس کے پیچھے استدلال یہ تھا کہ ایک مقامی ریاست میں قانونی جواز کے بغیر حکمران اپنے عوام پر ٹیکس یا جرمانہ یا کوئی اور قانون لاگو کر سکتے تھے۔ اس سلسلے میں ریاست کے حکمران قطعی طور پر بااختیار اور خود مختار تھے۔ کرنل گرے کا متعارف کردہ ڈک سسٹم بہاولپور میں نافذ ہونے کے گیارہ سال بعد ملتان اور مظفر گڑھ بھی شروع ہوا۔ ملتان میں زر ناغہ نقدی کی صورت میں آٹھ آنہ فی آدمی کی بنیاد پر لگایا جاتا تھا۔[20] جبکہ اس کی شرح ریاست میں چار آنہ فی آدمی تھا۔ مزید برآں ان اضلاع کی نسبت یہ نظام بہاولپور

---

[17] *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1876-1877* ,2.

[18] *Financial Commission Report*, 517, 520-21.

[19] *Financial Commission Report*, 518.

[20] *Financial Commission Report*, 521.

میں زیادہ کارآمد ثابت ہوا۔[21] علاوہ ازیں آب پاشی نظام کی ترقی اور عوام کی سہولت کے لیے انگلستان سے تین Dredgers منگوائے گئے، جن کو مقامی زبان میں چھکڑ بوٹ کہا جاتا تھا۔ یہ چھکڑ بوٹ تین بڑی نہروں کی صفائی کے لیے مختص تھے۔ کیونکہ یہ تینوں نہریں صادق واہ، برنز واہ اور منچپن واہ، مجموعی طور پر 93159 ایکڑ اراضی کو پانی فراہم کرتی تھیں، جو اس وقت کے کل زیر کاشت رقبہ کا 3/1 حصہ تھا، اور اس میں 6570 چھیڑ مزدوروں کو کام کرنا پڑتا تھا۔[22] نہری نظام میں چھیڑ بندی سے منسلک نہایت اہمیت کا حامل معاملہ یہ تھا کہ کھیتوں تک پانی کی منصفانہ تقسیم ممکن ہو۔ یہ عمل وارہ بندی کہلاتا تھا۔ وارہ بندی نہروں سے کھیت تک پانی کی ترسیل اور تقسیم کا گردشی یعنی Turn by Turn طریقہ کار تھا۔ دراصل وارہ بندی پانی کی تقسیم کار روایتی طریقہ تھا جو کہ زمانہ قدیم سے نہری آب پاشی کے علاقوں میں مروج تھا۔[23] اس طریقہ کو انگریزی دور حکومت میں Northern India Canal Drainage Act of 1973 کے تحت قانونی حیثیت دی گئی۔ بعدازاں حالات کے مطابق اس میں ضروری تبدیلیاں کی جاتی رہیں۔ اس ایکٹ کے Section 68 کی رو سے پانی کی تقسیم کے اختیارات محکمہ آب پاشی کے افسران کے سپرد کیے گئے۔ تاہم یہ ایکٹ ریاست بہاولپور میں 1924 میں نافذ ہوا، اس سے پہلے یہ ذمہ داری محکمہ مال اور آب پاشی کے افسران کے سپرد تھی۔

وارہ بندی کے عمل میں کاشتکار کے لیے مقرر شدہ پانی کا حصہ Duty of Water کہلاتا تھا۔ ڈیوٹی میں متعین شدہ وقت کے اندر پانی کی مقدار اور اس کے تناسب کا مکمل حساب لکھا جاتا تھا، تاکہ پانی کی تقسیم مساوی، کم سے کم ضیاع اور زیادہ سے زیادہ رقبہ سیراب ہو۔[24] بنیادی طور پر ڈیوٹی آف واٹر فصلوں کی نوعیت کے حساب سے مقرر کی جاتی، جیسا کہ چاول کی فصل نیل Indigo سے زیادہ پانی لیتی جبکہ نیل کو گندم سے زیادہ پانی کی ضرورت تھی۔ اوسطاً ڈیوٹی کی مقدار 6-45 کیوسک فی ایکڑ تھی۔ درحقیقت پانی کی مناسب ترسیل اور تقسیم کا انحصار Regulators اور Masonry Outlets کے صحیح طریقہ سے کام کرنے پر تھا۔ اس کے ساتھ ہی میر آب کی دیانتداری اور اپنے فرائض کی پیشہ وارانہ مہارت سے انجام دہی بھی بنیادی حیثیت کی حامل تھی۔[25]

1905 میں نواب بہاول خان پنجم نے ریاست بہاولپور کے انتظام وانصرام کو جدید انداز میں ڈھالنے کے لیے از سر نو تنظیم کی۔ نہری نظام میں بھی جدت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ وارہ بندی کے طریقہ کار میں مزید بہتری لانے کے

---

[21] *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1871-72*, 5 01.

[22] *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1872-73*, 18-19.

[23] Muhammad Din, *Gazetteer of the Bahawalpur State* (Lahore: Sang- e- Meel, 2001), 246.

[24] تجویز کمیٹی متعلقہ انتظام انہار 15 اپریل 1910، (غیر مطبوعہ) محافظ خانہ بہاولپور

[25] File: 284-A 1900, Note on Canal Establishment addressed to Mushir-e-Mal by Colonel H Grey dated 12 November 1900, 1-2.

لیے ہر طرح کی فصل کے لیے پانی کی ترسیل کی حد تین دفعہ تک مقرر کی گئی۔اس سے زیادہ پانی استعمال ہونے کی صورت میں چھیڑ بھی دگنی دینا تھی۔ مجموعی طور پر چھیڑ طریقہ کار ایک پیچیدہ عمل تھا۔ذرائع آب پاشی کی ترقی اور زرعی رقبہ کی توسیع ہونے سے روایتی طرز پر قائم چھیڑ بندی کا طریقہ کار برقرار رکھنا ریاست اور زمیندار دونوں کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔زمینداروں کو چھیڑ ادا کرنے کے لیے اپنے مزدوروں کے ساتھ گھروں سے میلوں دور جانا پڑتا جہاں وہ پورا موسم سرما عارضی پناہ گاہوں اور خیموں میں گزارتے۔ اس صورتحال میں دیہاتی اشرافیہ رعایت حاصل کرنے کی کوشش کرتی جب کہ چھوٹے کاشتکاروں کا استحصال ہوتا۔[26] اس مسئلہ کا موزوں حل جدید دور کے تقاضوں کے مطابق آبیانہ یعنی Water Rates رائج کرنا تھا۔ یہ نظام برطانوی اضلاع میں پہلے نافذ ہوا تھا۔

قدیم نظام چھیڑ بندی کا اختتام

ریاست بہاولپور میں نواب بہاول خان پنجم کے عہد حکومت میں Irrigation Structure میں تبدیلی اور نمایاں ترقی ہوئی بالخصوص نہروں پر چھیڑ کی بجائے آبیانہ کو بتدریج نافذ کرنے کا فیصلہ ہوا۔ریاست کے اس فیصلے کے پیچھے دو اولین وجوہ تھیں۔اول یہ کہ نواب بہاول خان پنجم کا عہد عوامی فلاح و بہبود کی خاطر اقدامات کرنے کی میں ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔نواب موصوف جدید اصلاحات کرنے نیز ریاست کو برطانوی اضلاع کی طرز پر ڈھالنے میں بہت دلچسپی اور توجہ رکھتے تھے۔ دوم نواب کا رویہ کسان دوست تھا۔ وہ عوام سے رابطہ رکھنے کے لیے ریاست کا دورہ بھی کرتے تھے۔ اسی دوران محکمہ مال وانہار کے اہلکاروں کے خلاف بہت سی شکایات منظر عام پر آئیں۔ جن میں پانی کی تقسیم کے طریقہ کار میں چھوٹے طبقوں کا استحصال اور چھیڑ بندی میں عام کسانوں سے زبردستی مزدوری لینا اہم تھا۔ لہٰذا نواب بہاول خان نے اس نظام کو تبدیل کرنے اور نئے وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کا قطعی فیصلہ کیا۔[27] آبیانہ نظام کو پہلے تجرباتی طور پر مرکزی نہروں میں اختیار کیا گیا جو کہ اس سے پہلے ریاست کے اخراجات سے صاف ہوتی تھی۔ اور ان پر زمینداروں سے چھیڑ نہ لی جاتی تھی۔پہلے مرحلے میں کاشتکاروں سے صرف 10% اخراجات وصول ہوتے تھے۔[28] آبیانہ کو ریاست کی مقامی سطح پر نقدی چھیڑ کہتے تھے۔اس کا تمام ریکارڈ گوشوارہ چھیڑ بندی میں رکھا جاتا تھا۔ یہ کل 27 کالم پر مشتمل ڈوکومنٹ تھا۔اس گوشوارہ میں کھاتہ نمبر، نام موضع، نام مالکان درج ہوتے۔ ریاست میں بڑے زمینداروں اور ان کے شراکت داروں کے ستائے ہوئے کسانوں نے نظام آبیانہ کو خوش آمدید کہا۔ نہری آبپاشی ایکٹ 1887 کے تحت 1910 میں چھیڑ بندی نظام کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔[29]

---

[26]حکومت بہاولپور، سیاسی مسودہ بابت کاروائی اجلاس، 6 جنوری 1913، محافظ خانہ بہاولپور۔

[27]Radhika Lal Mehta, *The History of Bahawalpur State Canals* (Bahawalpur: 1927), 19-20

[28] *Annual Administration Report of the Bahawalpur State 1910-11*, 50-

[29] The Government of Bahawalpur, Settlement Report of Khanpur District 1922, 2.

جدول نمبر 3 ظاہر کرتا ہے کہ زمینداروں کا حصہ نہری کام میں ریاست سے زیادہ تھا۔ جو کہ نمایاں طور پر مزید بڑھا اور سال 1900 تک نہر صادقیہ شرقی کی کھدائی پر بہت زیادہ منحصر تھا جو کہ سکھ زمینداروں کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ اس کے علاوہ 1900 سے 1912 کے عرصہ کے دوران کاشتکاری کی پالیسی بھی تبدیل ہوئی جس کے بعد نہری کام میں مقامی حصہ داری کم ہونا شروع ہو گئی حتی کہ 1913-1914 میں صرف تیسرا حصہ رہ گئی جب کہ ریاست کا حصہ بڑھتا گیا۔ دیہاتی آبادی کا کردار مکمل طور پر ختم ہو گیا اور 1922 میں آبیانہ کا نفاذ تمام ریاستی نہروں پر کر دیا گیا۔

Table: 4.3. Shares of the Zamindars and the State in Canal Works

Year	14-1913	12-1911	01-1900	78-1877
By State	65.33	56.33	13.01	43.9
By Zamindar	34.66	43.66	86.98	56.03

Source: The Annual Administration Reports of the concerned year.

خلاصۂ بحث

ہندوستان کی اسلامی ریاستوں میں سے ریاست بہاولپور ایک اہم اور خوشحال زرعی ریاست تھی۔ ریاست بہاولپور کی زراعت کا انحصار اولین دور سے ہی مصنوعی ذرائع آبپاشی پر تھا۔ لہٰذا اس کے سماجی و ثقافتی نظام میں چھیڑ بندی ایک باقاعدہ ادارے کی حیثیت رکھتی تھی جس کی تشکیل، تنظیم اور تسلسل میں زمینداروں اور کاشتکاروں کا کردار بنیادی نوعیت کا تھا۔ نیز نہروں میں پانی کی بلا تعطل فراہمی کی ذمہ داری کے علاوہ یہ نظام گاؤں کی سطح پر باہمی سماجی اختلافات اور درپیش مسائل کے حل میں بھی معاون اور مددگار تھا، جب کہ دوسری طرف یہ عام کاشتکاروں کے لیے مشکلات کا باعث بھی تھا۔ بالخصوص دیہاتی اشرافیہ اور سرکاری اہلکاروں کی ملی بھگت سے عوام پر چھیڑ مزدوری کا بوجھ دہرا ہو جاتا تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ریاست بہاولپور کے نہری نظام کو بالخصوص جدت پسندی سے ہم آہنگ کیا۔ نئے وقت کے تقاضوں کے مطابق اس طریقہ کار میں پہلے تو تبدیلیاں ہوئیں، پھر کاشتکاروں کا کردار ختم ہوا اور آہستہ آہستہ سب نہروں پر water rates کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔ بالآخر 1922 میں چھیڑ بندی بالکل ختم کر کے تمام نہریں آبیانہ پر لائی گئیں۔ اس طرح ریاست بہاولپور اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے جدت پسندی سے ہم آہنگ ہونے والی اولین ریاست تھی۔